ملحدین کا علمی قیام

The Epistemological Stance of Atheists

نعمان نیئر کلاچوی

ملحدین کا علمی قیام

The Epistemological Stance of Atheists

نعمان نیئر کلاچوی

نام مقالہ	ملحدین کا علمی قیام
مصنف	نعمان نیئر کلاچوی
ناشر	مرشد پبلی کیشنز، کلاچی، ڈیرہ اسماعیل خان
پی ڈی ایف ایڈیشن	جون، 2025

☆☆☆☆☆

فہرست

پیش گفتار

بات تو بالکل سیدھی ہے اگر انسان کی فکر ٹیڑھی نہ ہو کہ جب خدا ہی نہیں تو پھر کیا علم کیا حکمت، کیا سچ کیا جھوٹ، کیا مقصد کیا شُغل، کیا نیکی کیا جرم، کیا بندہ کیا معبود، کیا زندگی اور کیا موت حتیٰ کہ جینا ہی کیوں جب مر ہی جانا ہے اور جب مر ہی جانا ہے تو پھر آج اور ابھی کیوں نہیں؟۔

یہ ہے اِلحاد کی فکری کیفیت۔ اِسی فضولیت کو منظم طریقے سے پڑھنے کیلئے معروف فرانسیسی ملحد Albert Camus کی مختصر اور جامع تصنیف The Myth of Sisyphus کا مطالعہ کریں۔

انسانی عقل کے پاس فی الحال اتنی صلاحیت نہیں ہے کہ وہ خودکی اور اِس وسیع و عریض کائنات کی کوئی قدرے تشفی بخش توجیہ پیش کر سکے۔ اب ایسی صورت میں یا تو انسان اُسی راہ پر چل پڑے جس کا ذکر سرسری طور پر درج بالا پیراگراف میں کر دیا ہے یا پھر یہ کہ انسانی عقل کو اخبارِ نبوت پر یقین کر لینا چاہئے تاکہ انسانی عقل کے ساتھ ساتھ انسانی جسم بھی سُکھ کا سانس لینے کے قابل ہو سکے۔ مسئلہ یہ نہیں کہ اخبارِ نبوت انسانی عقل کے موافق ہیں یا

نہیں یا آزاد ذرائع سے اِن اخبار کی تصدیق ہو سکتی ہے یا نہیں بلکہ اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ اِس وقت انسان کے پاس اخبارِ نبوت کے علاوہ علم کی کوئی صورت موجود ہی نہیں۔

خبر دار! طبیعی سائنس کے دھوکے میں مت آجانا۔ یہاں بے سر وپا کہانیاں سائنسی ماڈلز کے نام پر بِک رہی ہیں۔ بِگ بینگ کے بارے میں پوچھو تو رٹا رٹایا جاتا ہے کہ یہ کوئی کوانٹم فلیکچوئیشن تھی جس کے سبب یہ عظیم دھماکہ ہوا اور اگر یہ پوچھ لیا جائے کہ یہ کوانٹم فلیکچوئیشن وغیرہ کہاں سے آئی تو چپ غڑپ۔ یہ سائنسدان جس طرح کا شُغل میلہ لگائے ہوئے ہیں نا ذرا اِن سے پوچھ کے دیکھو کہ اِس مشاہداتی کائنات کا زیادہ سے زیادہ کتنا فیصد حصّے جاننا ممکن ہو سکتا ہے تو یہ بہت افسردہ لہجے میں بتائیں گے کہ ابھی تو ہم کُل کائنات کا صرف پانچ فیصد معلوم کر پائے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ پانچ فیصد بھی معلوم نہیں کر پائے یہ بھی ایک سائنسی تھیوری یعنی مفروضہ ہے۔

کہتے ہیں کہ کائنات میں تقریباً ستر فیصد ڈارک انرجی ہے اور کوئی پچیس فیصد ڈارک میٹر۔ ڈارک انرجی جہاں کائنات کو پھیلا رہی ہے تو وہیں ڈارک میٹر کائنات کو کششِ ثقل کے ذریعے باندھ کے رکھے ہوئے ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم نے مشاہدہ نہیں کیا تو اِس لئے تصدیق بھی نہیں کر سکتے، صرف معلومات نقل کر رہے ہیں۔

ہم تو کہتے ہیں سائنس چونکہ اپنا کام کر رہی ہے اِس لئے اِسے اپنا کام کرنے دیا جائے اور اِس کے قائم کردہ مفروضات کو مذہب کے خلاف بطورِ استدلال نہ پیش کیا جائے۔ علم مشاہدہ و تجربہ بھی ہے لیکن علم کا ایک خاطر خواہ حصّہ نقل و روایت پر مشتمل ہے جس کا انکار سرے سے انسانی شعور کے انکار کے مترادف ہے۔

عقل نصب العین اور اقدار نہیں ایجاد کر سکتی یہ صرف تخیل، ادراک، تجزیہ اور تنظیم کی صلاحیت رکھتی ہے اور یہی اِس کی حد ہے۔ اِس سے آگے عقل نہ صرف معذور بلکہ تحلیل ہو جاتی ہے اور انسان کے پلے اختلالِ ذہن کے سوا کچھ نہیں پڑتا۔ مشاہدہ و تجربہ علم پیدا نہیں کرتے بلکہ دریافت کرتے ہیں۔ علم فی نفسہٖ خبر ہے اور عقلیت اِس خبر کا ادراک اور توضیح ہے چنانچہ خبر کا منکر پہلے ادراک سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے پھر زندگی سے کہ جسمانی خودکشی نہ بھی کرے تو کم از کم روحانی اور شعوری طور پر تو مُردہ ہو ہی جاتا ہے۔

پس فہم غارت ہونے کے ساتھ ہی انسان ایک بپھرا ہوا جانور بن کر شرفِ انسانیت سے محروم ہوجاتا ہے۔ یہ ہے مختصر کہانی اِلحاد کے مسافر کی۔

اِلحاد کا مسافر نہ صرف شعوری طور پر مضمحل ہوجاتا ہے بلکہ زندگی کے تمام تر حقیقی لطائف سے بھی محروم ہو جاتا ہے کیونکہ معنویت کے انہدام سے جہاں شعور غارت ہو جاتا ہے تو وہاں اخلاقی ادراک کو تحلیل کر دینے کے سبب محبت، وفاداری، ایثار، والہانہ سپردگی اور اخلاص جیسی مطلق اقدار کے لطف سے بھی محروم ہوجاتا ہے۔

فقیر

نعمان نیرؔ کلاچوی

27 مئی، 2025

اِلحاد میں علم کی مطلق حیثیت

کیا اِلحاد میں علم کی کوئی مطلق حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟۔یہ سوال بنیادی طور پر اِلحاد (Atheism) کی اپنے مؤقف کی فکری و علمی اساس کو چیلنج کرتا ہے۔ جب ایک ملحد خدا اور وحی کو مکمل طور پر مسترد کر دیتا ہے تو سوال یہ اُٹھتا ہے کہ وہ کس علمی بنیاد پر خود کو قابِل اعتبار (Authoritative) یا معتبر سمجھتا ہے؟۔اِس سوال کا تجزیہ درج ذیل نکات کی روشنی میں کیا جا سکتا ہے۔

1. علمی بنیاد یعنی حسی و تجرباتی (Empiricism):

ملحد عموماً تجربے، مشاہدے اور سائنسی طریقہ کار کو واحد معتبر علم کی بنیاد قرار دیتا ہے۔ اِس کے نزدیک صرف وہی بات "علم" کہلاتی ہے جسے تجربے سے پرکھا جاسکے یا مشاہدے سے ثابت کیا جاسکے۔

تنقید:

یہ نقطہ نظر خود ایک غیر مجرب مفروضہ ہے کیونکہ "صرف تجرباتی چیز ہی علم ہے" یہ دعویٰ خود نہ تو مشاہدے سے ثابت ہوتا ہے اور نہ تجربے سے بلکہ یہ

ایک فلسفیانہ مفروضہ ہے۔ اس لئے یہ مؤقف اپنے ہی اُصول پر پورا نہیں اُترتا۔

2. عقلیت پسندی(Rationalism):

کچھ ملحدین کہتے ہیں کہ عقل انسانی رہنمائی کے لئے کافی ہے اور اسے کسی وحی یا آسمانی ہدایت کی ضرورت نہیں۔

تنقید:

انسانی عقل مختلف حالات، تہذیبوں اور مفادات میں متضاد نتائج اخذ کرتی ہے۔ اس لیے صرف عقل کو کامل معیارِ صداقت ماننا اضافیت (Relativism)اور تشکیک(Skepticism) کا دروازہ کھولتا ہے جو کسی حتمی اخلاقی یا وجودی سچ کے قیام کو ناممکن بنا دیتا ہے۔

3. اخلاقیاتی دعوے بغیر ماورائی بنیاد کے:

اکثر ملحد انسان دوستی، آزادی، انصاف، وغیرہ جیسے اخلاقی اُصولوں کی وکالت کرتا ہے مگر وہ اِن اصولوں کی کوئی ماورائی یا حتمی بنیاد فراہم نہیں کر پاتا۔

تنقید:

اگر کائنات خود بخود، اندھی اور غیر اخلاقی ہے تو پھر کسی اخلاقی اُصول کی حتمی صداقت یا لازمی پیروی کا دعویٰ کیسے ممکن ہے؟،اِس طرح تو ہر چیز صرف ذاتی پسند یا معاشرتی معاہدہ بن کر رہ جاتی ہے۔

4. تشکیک پر مبنی مؤقف(Skeptical Position):

بعض اوقات ملحد خود کو کسی نظریے کے دفاع میں پیش کرنے کے بجائے صرف الٰہیاتی دعووں کی تنقید تک محدود رکھتا ہے۔ وہ کہتا ہے: "مَیں صرف اتنا جانتا ہوں کہ آپ کا دعویٰ غلط ہے۔"

تنقید:

یہ طرزِ عمل مکمل علم یا سچائی سے فرار ہے۔ اگر کوئی کسی نظریے کو مسترد کرتا ہے تو متبادل نظریہ پیش کرنا بھی اُس کی علمی ذمہ داری ہے ورنہ وہ صرف رد کرنے والا نقاد رہ جاتا ہے،نہ کہ کوئی علمی رہنما یا طالب۔

4. وجودی سوالات کا انکار:

ملحد اکثر مقصدِ زندگی، موت کے بعد کیا ہو گا، عدلِ مطلق جیسے سوالات کو غیر متعلقہ یا غیر علمی کہہ کر ٹال دیتا ہے۔

تنقید:

یہ وہ سوالات ہیں جو ہر انسان کے شعور میں جاگتے ہیں اور ان سے فرار ممکن نہیں۔ اِن کو نظر انداز کر دینا سچ سے فرار کے مترادف ہے، نہ کہ کوئی علمی پوزیشن۔

نتیجہ

ایک ملحد اگر خدا اور وحی کو مکمل رد کر کے خالصتاً حسی، عقلی، یا سوشیولوجیکل بنیادوں پر کھڑا ہونے کی کوشش کرتا ہے تو وہ:

اپنے اُصولوں پر بھی خود کو ثابت نہیں کر پاتا۔

اخلاقیات، مقصد اور صداقت کے لئے کوئی حتمی بنیاد فراہم نہیں کر پاتا۔

خود کو صرف ایک نقاد (Critic) کی سطح پر محدود کر لیتا ہے، نہ کہ کسی متبادل فکری نظام کے نمائندے کے طور پر۔

علم کا دعویٰ

یہ سوال نہایت گہرا اور بنیادی ہے کہ "خدا اور وحی کو رد کر دینے کے بعد ایک ملحد کس بنیاد پر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میرے پاس علم ہے یا میری تحقیق معتبر ہے؟"۔

اِس سوال کا مطلب یہ ہے کہ اگر علمِ یقینی کی بلند ترین بنیاد یعنی خدا اور وحی کو ہی رد کر دیا جائے تو پھر علم کا معیار، صداقت کا پیمانہ، اور سچ کی پہچان کس بنیاد پر کی جائے گی؟۔

یہ سوال ملحدانہ دعوے کے اپنے وجودی و عقلی جواز پر تنقید ہے۔

ذیل میں اِس کا فکری و منطقی تجزیہ کیا جاتا ہے:

1. وحی کو رد کرنے کا مطلب: علم کی ماورائی بنیاد کا انکار:

وحی کا بنیادی دعویٰ یہ ہے کہ:

"کامل اور یقینی علم صرف اُس ذات کے پاس ہے جس نے انسان، عقل، اور کائنات کو پیدا کیا۔"

جب ایک ملحد اس وحی کو رد کرتا ہے تو گویا وہ کہتا ہے:

"انسان خود اپنی عقل سے سب کچھ جان سکتا ہے اور اُسے کسی خارجی (الٰہی) ہدایت کی ضرورت نہیں۔"

لیکن سوال یہ ہے:

انسان کی عقل کس بنیاد پر سچ اور جھوٹ، حق اور باطل، یا علم اور گمان میں فرق کرے گی، جبکہ وہ خود محدود، متغیر اور متأثر ہے؟۔

2. "میرے پاس علم ہے" کا دعویٰ کس اُصول پر؟:

اگر کائنات ایک بے مقصد حادثہ ہے اور انسان محض کیمیائی عمل کا نتیجہ ہے، تو پھر اِس کے شعور کو "سچ بولنے والا" کیوں مانا جائے؟۔

اِس کی سوچ کو "قابِل اعتماد" کیوں سمجھا جائے؟۔

اِس کی تحقیق کو "حقیقت کی نمائندہ" کیوں تسلیم کیا جائے؟۔

کیا ایک اتفاقی دماغ کی تحقیق یقینی صداقت تک پہنچ سکتی ہے؟۔

3.معروضی صداقت(Objective Truth)کا مسئلہ:

ملحد جب کہتا ہے:

"میری تحقیق سچ پر مبنی ہے"، تو وہ معروضی (Objective) سچائی کا دعویٰ کرتا ہے۔ لیکن اگر کوئی الٰہی معیار نہ ہو۔ کوئی حتمی اخلاقیات نہ ہوں۔ کوئی مطلق حقیقت نہ ہو۔

تو پھر "سچ" بھی صرف اضافی(Relative)رہ جاتا ہے۔

ایسی صورت میں ہر شخص کا سچ اُس کا اپنا ہوتا ہے اور کسی پر کوئی تحقیق واجب القبول نہیں رہتی۔

4.سائنس یا منطق کا حوالہ کافی نہیں:

ملحد اگر کہے کہ:

"میں سائنسی یا منطقی بنیاد پر بات کرتا ہوں، اِس لئے معتبر ہوں"، تو اُس سے سوال یہ پیدا ہوتا ہے:

سائنس صرف مشاہداتی امکانات دیتی ہے، مطلق صداقت نہیں۔

منطق صرف قواعد فراہم کرتی ہے، حقائق نہیں بناتی۔

مزید یہ کہ، سائنس اور منطق کے اُصول انسانی ذہن کی اختراع ہیں اور اگر انسانی ذہن ہی اتفاقی وجود ہے، تو اِس کی اختراعات کی صداقت کی کوئی گارنٹی نہیں۔

5.ایمان اور اعتبار کی سطح:

ایک ملحد دوسرے انسان سے توقع کرتا ہے کہ:

"میری بات پر اعتبار کرو، میری تحقیق کو قبول کرو"۔ مگر وہ خود اعتبار (Faith) کے ہر مظہر کو رد کرتا ہے۔ وہ کسی اعلیٰ اتھارٹی کے وجود کا انکار کرتا ہے اور خود کسی خارجی صداقت کو تسلیم نہیں کرتا۔ تو پھر اِس کے دعوے کا کوئی اخلاقی یا عقلی جواز باقی نہیں رہتا۔

نتیجہ

خدا اور وحی کو رد کرنے کے بعد ایک ملحد علم کی حتمی بنیاد سے یکسر محروم ہو جاتا ہے۔

سچائی کا کوئی معروضی معیار پیش نہیں کر سکتا اور اپنے دعوے کی علمی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے صرف اُنہی ذرائع پر انحصار کرتا ہے جن کو وہ خود غیر یقینی مان چکا ہوتا ہے (جیسے عقل، حواس، سائنسی طریقہ)۔

فلہٰذا اگر وحی کو خارج کر دیا جائے تو باقی صرف ایک شخصی دعویٰ بچتا ہے۔ جو یہ کہتا ہے:

"میری بات پر اِس لئے یقین کرو کیونکہ مَیں کہہ رہا ہوں"۔

پس یہی وہ مقام ہے جہاں اِلحاد خود اپنی بنیاد کھو بیٹھتا ہے۔

سید المجاذیب خواجہ نعمان نیئرؔ کلاچوی صوبہ خیبر پختونخواہ کی ایک دور اُفتادہ تحصیل کلاچی کے باسی ہیں۔ آپ ایک جامع العلوم شخصیت ہیں۔ آپ بیک وقت مذاہبِ عالم، علم الکلام و فلسفہ، شعر و اَدب، صحافت و بلاغت، معاشرت و سیاست، نفسیات و روحانیات اور رقص و موسیقی پر گہری گرفت رکھتے ہیں۔ آپ ایک طویل عرصے سے مسلسل گوشہ نشینی اختیار کیئے ہوئے ہیں اور دریں اثناء علمی و تحقیقی کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔ماڈرن فلاسفی اور علمِ نفسیات پر آپ کا علمی کام اُردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں انٹرنیٹ پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ آپ چھ کتابوں "عشق کی سائنس"، "تصوف کی ڈکشنری"، "صراطِ دانش"، "سوزِ نہاں"، "قبیلہ نور احمد خیل" اور " Trek to Intellect " کے مصنف ہیں۔ علاوہ ازیں دیگر کئی مقالات و علمی شذرات کے بھی مؤلف و مصنف ہیں۔ زیرِ نظر مقالہ بھی آپ ہی کی علمی و تحقیقی جہد کا ماحصل ہے۔